اپنے ہی ہتھیار سے اپنے مذہب کا خون

کلمہ طیبّہ کے خلاف

ایک نئے فتنے کی کہانی

علمائے دیوبند نے پچاس سال کے اندر اپنے فرقے کے لوگوں کا جو ایک ذہن بنا دیا ہے کہ جو چیز بھی اپنی موجودہ ہیئت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے زمانے میں موجود نہ ہو وہ بدعت ہے، ناجائز اور حرام ہے۔ وہی ذہن اب اُمّتِ مسلمہ کے لیے قیامت بنتا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس گمراہ کن ذہنیت کے نتیجے میں جو لوگ اب تک میلاد و قیام اور عرس و فاتحہ کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ اب اُنھوں نے کلمہ طیبّہ کے خلاف ایک محاذ کھولا ہے جہاں سے وہ اعلانیہ کلمۂ طیبّہ کا انکار کر رہے ہیں۔

اس واقعہ کی عبرتناک تفصیل یہ ہے کہ قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے کلمہ طیبّہ کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا ہے۔ جس میں اُنہوں نے نہایت حسرت کے ساتھ اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ کچھ لوگ کلمہ طیبّہ کے خلاف نیا فتنہ اُٹھا رہے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ کلمہ طیبّہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ موجود ہیئت و ترکیب کے ساتھ حضور کے زمانے میں موجود نہیں تھا۔ اس لیے یہ بدعت ہے۔ قاری صاحب نے اپنے رسالے میں ان کی دلیل کے جو الفاظ نقل کیے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

"کلمہ طیبّہ اس ہیئت ترکیبی کے ساتھ قرآن و حدیث میں کہیں بھی موجود

نہیں ہے۔ حتّٰی کہ کسی صحابی کے قول سے بھی ثابت نہیں ہوا۔"

اس کے ساتھ ایک دلچسپ خبر یہ بھی ہے کہ رائج الوقت کلمہ طیبّہ کا انکار اُنہوں نے کسی بغاوت کے جذبے میں نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس کے پیچھے قطعی دینی مفاد اور اُمّت کی خیر خواہی کے جذبے کی نمائش کی گئی ہے۔ چنانچہ قاری طیب صاحب اپنے رسالے میں اُن کے انکار کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کلمہ کے بارے میں اُمّت کو کتاب و سنّت کے معیار سے گرنے نہ دیا جائے اور جو چیز اُمّت میں کتاب و سنّت کے خلاف رواج پکڑ جائے اُس کا برملا انکار کرکے اُمّت کو پھر کتاب و سنّت پر لے آیا جائے۔" (کلمہ طیبّہ ص ۱۶)

غضب کی بات یہ ہوگئی کہ ظالموں نے یہ سوال قاری طیب صاحب سے ہی کیا ہے۔ حالانکہ بدعت کے سوال پر دونوں فریق کے سوچنے کا انداز بالکل ایک ہے قاری طیب صاحب کا جواب اس لحاظ سے بڑا ہی دلچسپ ہے کہ جگہ جگہ اُنہیں اپنی جماعت کا ذہنی سانچہ توڑنے میں سخت دُشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ کتنے ہی بار اُنہوں نے اپنے موروثی موقف سے انحراف کیا ہے اور نہایت بیدردی کے ساتھ اپنے بزرگوں کے مسلک کا خون کیا ہے، تب جاکر وہ ایک سوال کا جواب دے پائے ہیں پوری کتاب میں ان کی عبرتناک حیرانی اور اہلِ سُنّت کے استدلال کی طرف بار بار پلٹنے کا تماشہ قابلِ دید ہے۔

ان کی اس کتاب کے چند اقتباسات صرف اس لیے ذیل میں نقل کر رہا ہوں کہ واضح طور پر دیوبندی حضرات بھی یہ محسوس کرلیں کہ جو مسلک اجتماعی زندگی میں دو قدم بھی ساتھ نہیں دے سکتا اُسے بے جان لاش کی طرح اُٹھائے پھرنے سے کیا فائدہ؟ منکرین کلمہ نے اپنے استدلال میں کہا ہے کہ صیغۂ شہادت کے بغیر جہاں بھی

یہ کلمہ آیا ہے۔ وہاں صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مذکور نہیں ہے۔
لہٰذا
ان دونوں کلموں کو ملا کر پڑھنا اور کلمۂ واحد بنا لینا بدعت اور ناجائز ہے۔

قاری طیّب صاحب نے اس استدلال کا جو جواب دیا ہے وہ دیوبندی نسل کے لیے بڑا ہی عبرت انگیز ہے، فرماتے ہیں:

"مانا کہ روایات میں یہ جملہ ثانیہ مذکور نہیں لیکن اس کی نفی اور ممانعت بھی تو مذکور نہیں جس سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ ملا کر پڑھنا ممنوع ثابت ہو۔" (کلمہ طیبہ صہ ۸۶)

منکرین کے اس مطالبہ پر کہ رائج کلمہ طیّبہ کے جواز کے لیے صحابہ کرام کا عمل دکھلایئے قاری صاحب کی حیرانی کا عالم قابلِ دید ہے۔ اپنے ہی ٹالے ہوئے سوال کا جب کوئی جواب نہیں بن پڑ سکا ہے تو جھنجھلاہٹ میں یہاں تک لکھ گئے ہیں:

"اس کے جواز کا مدار کتاب و سُنّت اور اجماع پر ہے، نہ کہ فعل صحابہ کرام پر کہ یہ حجت مستقلہ ہی نہیں۔ اس لیے حجت کے سلسلے میں مستقلاً فعل صحابہ کا مطالبہ کیا جانا شرعی فنِ استدلال کو چیلنج کرنا ہے۔" (کلمہ طیّبہ صہ ۱۵)

چلیے چھٹی ہوئی!

ع: وہ شاخ ہی نہ رہی جس پر آشیانہ ہو

ہائے رے! ذہن و فکر کی گمراہی، ایک سوال سے پیچھا چھڑانے کے لیے چند در چند سوالات اپنے اوپر لا دیے گئے۔

عرض کرتا ہوں!

"حجت مستقلہ" نہ سہی حجت تو ہے پھر اس کا مطالبہ شرعی فن استدلال کو چیلنج کرنا کیوں ہوا؟ جواب دیجئے!

اور یہ بھی ارشاد فرمایا جائے کہ میلاد و قیام اور عرس و فاتحہ کے جواب کے سلسلہ میں فعل صحابہ کا مطالبہ کر کے "پچاس برس سے جو شرعی فن استدلال کو چیلنج کیا جا رہا ہے تو اس کا خون کس کی گردن پر ہوگا؟

اور لگے ہاتھوں یہ بھی واضح کر دیا جائے کہ جماعت اسلامی والے بھی فعل صحابہ کو حجت مستقلہ نہیں مانتے اور آپ حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ دونوں میں وجہ فرق کیا ہے۔ ایک ہی بات کا انکار کر کے وہ کیوں کافر و گمراہ اور آپ مومن و حق پرست؟

اور زحمت نہ ہو تو اس سوال کا جواب بھی مرحمت فرمایا جائے کہ جواز کا مدار آپ نے کتاب و سنت اور اجماع پر رکھا ہے۔ فعل صحابہ کو حجت غیر مستقلہ قرار دے کر آپ نے مستثنیٰ کر دیا ہے تو کیا آپ کے نزدیک اجماع حجتِ مستقلہ ہے؟

لغزش و حیرانی کا سلسلہ اتنے پر ہی نہیں ختم ہو جاتا آگے چل کر ہتھیار ڈال دینے والی بات شروع ہو گئی ہے۔ اپنے مذہبِ فکر کی ذہنی شکست کا ایک کھلا ہوا اعتراف ملاحظہ فرمایئے! لکھتے ہیں:

"کلمہ طیبہ کی نفی کے لیے استدلال کی یہ شکل کسی حالت میں بھی منقول نہیں ہو سکتی کہ یا تو کلمہ طیبہ کا استعمال کسی ایک صحابی سے ہی دکھلا دیا جائے ورنہ اُس کے استعمال کو ممنوع سمجھا جائے۔"

معقول صورت استدلال کی اگر ہو سکتی ہے تو اثبات کی ہی ہو سکتی ہے جس میں مانعین کلمہ سے بطور دلیل نقض یہ کہا جائے گا کہ یا تو کلمہ طیبہ کی ممانعت کسی ایک ہی صحابی کے قول و فعل سے دکھا دی جائے، ورنہ

اُسے جائز سمجھا جائے ۔" (کلمہ طیبہ صہ۱۱۴)

صد حیف، آنکھ بھی کھلی تو اس وقت جب مسلمانوں کی مذہبی آسائش کا خرمن جل گیا یہی انداز فکر اب سے پہلے اپنا لیا ہوتا تو میلاد و قیام اور عرس فاتحہ کے مسائل پر ہمارے اور آپ کے درمیان نہ ختم ہونے والی پیکار کیوں شروع ہوتی۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ یا تو میلاد و قیام اور عرس و فاتحہ کی ممانعت کسی ایک ہی صحابی سے دکھلا دی جائے ورنہ اُن امور کو جائز سمجھا جائے۔

اور ہمارا بھی تو آپ سے بار بار یہی کہنا تھا کہ میلاد و قیام اور عرس و فاتحہ کے عدم جواز کے لیے استدلال کی یہ شکل کسی حالت میں بھی معقول نہیں ہو سکتی کہ یا تو ان امور پر عمل درآمد کسی ایک ہی صحابی سے دکھا دیا جائے، ورنہ اُنہیں ممنوع سمجھا جائے۔ اب ماضی و حال کے آئینے میں اپنی جماعت کا کردار سامنے رکھ کر خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ اُمت مسلمہ کے اندر مذہبی انتشار پھیلانے کا الزام کس کے سر ہے۔ وقت نہیں گیا ہے اب بھی اس الزام سے عہدہ برآ ہونے کی کوئی راہ تلاش کر لیجیئے۔

بات اتنے ہی پر ختم نہیں ہوئی ہے آگے چل کر تو اُنہوں نے وہ بنیاد ہی کھود ڈالی ہے جس پر دیوبندی جماعت کا ایوان کھڑا ہے۔ جس بے دردی کے ساتھ اُنھوں نے اپنی جماعت کے اندازِ فکر کا قتل عام کیا ہے۔ اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے۔

"منکرین کلمہ کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بہت سے مباحاتِ اصلیہ جو صحابہ کرام کے زمانے میں زیر عمل نہیں آئے۔ مگر اباحت اصلیہ کے تحت جائز ہیں یا بہت سے اجتہادی مسائل جو زمانہ صحابہ میں زیر عمل تو کیا زیر علم بھی نہیں آئے، مگر بعد میں کسی اصول شرعی سے مستنبط ہوئے تو وہ اس لیے نا جائز قرار نہیں پا سکتے کہ

ان کے بارے میں صحابہ کا عمل منقول نہیں ہے۔ پس ایسے مسائل پر جب بھی اُمت عمل پیرا ہو جائے۔ اُسے اُس کا حق ہے اور وہ عمل شرعی ہو کر ہی ادا ہو گا،" (کلمہ طیبہ ص۱۱۲)

حالات کی ستم ظریفی بھی کتنی عجیب و غریب ہوتی ہے کل تک میلاد و قیام اور عرس و فاتحہ کے جواز پر یہی دلائل ہم پیش کرتے تھے تو ہماری گفتگو سمجھ ہی میں نہیں آتی تھی لیکن آج اپنا معاملہ آن پڑا ہے تو اپنے مذہبی علم و استدلال کی پوری بساط ہی اُلٹ دی گئی۔

چلیے ہماری بات نہ سہی اپنی ہی بات مان کر اب تو راہِ راست پر آجایئے، اور میلاد و قیام اور عرس و فاتحہ کی مذمت سے توبہ کر لیجئے۔ اب تو صرف اس لیے ان امور کو ناجائز نہ کہیے کہ ان کے بارے میں صحابۂ کرام کا عمل منقول نہیں ہے۔